اجتہادِ اجتماعی کا ایک مؤقر ادارہ

اسلامی نظریاتی کونسل

مارچ ۱۹۴۹ء میں پاکستان کی دستور ساز اسمبلی نے وزیر اعظم نوابزادہ لیاقت علی خان کی قیادت میں قرارداد مقاصد پاس کر کے پاکستان کے دستور کے لئے ایک محکم آئینی بنیاد فراہم کردی۔ ۱۹۸۵ء میں اس قرارداد کو محض تمہید (preamble) کی بجائے آئین کے آرٹیکل ۲ الف کے طور پر دستور کا باقاعدہ حصہ بنادیا گیا۔ قوانین کی اسلامی تشکیل کے نقطۂ نظر سے اس قرارداد سے ماخوذ مندرجہ ذیل اقتباسات اساسی اہمیت رکھتے ہیں:

(چونکہ اللہ تبارک وتعالی ہی پوری کائنات کا بلاشرکت غیرے حاکم مطلق ہے اور پاکستان کے جمہور کو جو اختیار واقتدار اس کی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کا حق ہوگا، وہ ایک مقدس امانت ہے۔)

(چونکہ پاکستان کے جمہور کی منشا ہے کہ ایک ایسا نظام قائم کیا جائے، جس میں مملکت اپنے اختیارات واقتدار کو جمہور کے منتخب کردہ نمائندوں کے ذریعے استعمال کرے گی)

(جس میں جمہوریت، آزادی، مساوات، رواداری اور عدل عمرانی کے اصولوں پر، جس طرح اسلام نے ان کی تشریح کی ہے، پوری طرح عمل کیا جائے گا۔

(جس میں مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی حلقہ ہائے عمل میں اس قابل بنایا جائے گا کہ وہ اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات ومقتضیات کے مطابق، جس طرح قرآن پاک اور سنت میں ان کا تعین کیا گیا ہے، ترتیب دے سکیں۔)

(لہذا، اب ہم جمہوریہ پاکستان۔۔۔۔ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کے اس اعلان سے وفاداری کے ساتھ کہ پاکستان عدل عمرانی کے اسلامی اصولوں پر مبنی ایک جمہوری مملکت ہوگی۔)

دستور سازی کے عمل میں طویل تاخیر ہماری تاریخ کا ایک افسوسناک باب ہے۔ تاہم ۱۹۵۶ء میں پاکستان کا پہلا دستور منصۂ شہود پر آیا تو قرارداد مقاصد کی روشنی میں آئین کے آرٹیکل ۱۹۸(۱) میں طے کیا گیا:

(ایسا کوئی قانون وضع نہیں کیا جائے گا جو قرآن پاک اور سنت میں منضبط اسلامی احکام کے منافی ہو۔۔۔ اور موجودہ قوانین کو ان احکام کے مطابق بنایا جائے گا۔)

اسی آرٹیکل (۱۹۸) کی ذیلی شق (۳) میں مندرجہ بالا حکم کو عملی پہنانے کے لئے قرار دیا گیا کہ:

☆ اذا مت عطشانا فلا نزل القطر............ دنیا پسِ مرگِ من، چہ دریا چہ سراب!

جناب صدر دستور کے نفاذ کے دن سے ایک سال کے اندر ایک کمیشن مقرر کرینگے۔
(الف) کہ وہ سفارشات پیش کرے۔
(ا) موجودہ قوانین کو احکام اسلام کے مطابق بنانے کے لئے اقدامات کے بارے میں، (۲) ان مراحل سے متعلق جن میں ایسے اقدامات نافذ العمل کئے جائیں، اور
(ب) کہ وہ قومی اور صوبائی مجالس مقننہ کی راہنمائی کی غرض سے احکام اسلام ایسی موزوں شکل میں مدون کرے جس میں انھیں قانونی شکل دی جاسکے۔)

اکتوبر ۱۹۵۸ء میں جنرل محمد ایوب خان کے اقتدار پر قبضہ، مارشل لاء کے نفاذ اور ۱۹۵۶ء کے دستور کی تنسیخ کے بعد بالآخر ۱۹۶۲ء میں جو نیا دستور آیا اس میں بھی آرٹیکل ۱۹۹ کے تحت اسلامی نظریہ کی مشاورتی کونسل کی تشکیل کا فیصلہ کیا گیا۔ آرٹیکل ۲۰۴(ا) میں اس کونسل کے مندرجہ ذیل فرائض منصبی طے کئے گئے:

(مرکزی حکومت اور صوبائی حکومتوں کو ایسی سفارشات پیش کرنا جن کے ذریعے پاکستان کے مسلمانوں کو اپنی زندگیاں ہر لحاظ سے اسلامی نظریات کے مطابق مرتب کرنے کے قابل بنایا جاسکے، نیز اس کے لئے ان کی حوصلہ افزائی کی جاسکے اور دستور کی پہلی ترمیم کے قانون ۱۹۶۳ء کے نافذ ہونے سے فوراً پہلے نافذ العمل تمام قوانین کا جائزہ لینا تاکہ انہیں قرآن پاک اور سنت میں منضبط اسلامی تعلیمات اور تقاضوں کے مطابق بنایا جائے۔)

۱۹۷۳ء کے دستور کے آرٹیکل ۲ میں اسلام کو ریاستِ پاکستان کا دین قرار دیا گیا ہے اور آرٹیکل ۲۲۷ تا ۲۳۱ میں قوانین کی اسلامی تشکیل اور اس مقصد کے لئے کونسل کے کردار کی وضاحت سے تصریح کردی گئی ہے۔ آرٹیکل ۲۲۷(ا) میں بصراحت قرار دیا گیا ہے کہ

(تمام موجودہ قوانین کو قرآنِ پاک اور سنت میں منضبط اسلامی احکام کے مطابق بنایا جائے گا، جن کا اس حصے میں بطور اسلامی احکام حوالہ دیا گیا ہے، اور ایسا کوئی قانون وضع نہیں کیا جائے گا جو مذکورہ احکام کے منافی ہو۔)

اسی آرٹیکل کی ذیلی شق (۲) میں مزید تصریح کردی گئی ہے کہ ذیلی شق (ا) کے احکام کو عملی شکل دینے کے لئے وہ طریق کار اختیار کیا جائے گا جو دستور کے اس حصے یعنی جزء ۹ بعنوان اسلامی احکام میں بیان کیا گیا ہے۔

آرٹیکل ۲۲۸ میں اس کی تعبیر وتصریح کرتے ہوئے قرار دیا گیا ہے کہ

(یوم آغاز سے نوے دن کی مدت کے اندر ایک اسلامی نظریاتی کونسل تشکیل دی جائے گی جس کا اس حصے میں بطور اسلامی کونسل حوالہ دیا گیا ہے۔)

اسی آرٹیکل ۲۲۸ کی ذیلی شق (۲) میں اسلامی نظریاتی کونسل کی ہیئت ترکیبی کی وضاحت کی گئی ہے:

(اسلامی کونسل کم از کم آٹھ اور زیادہ سے زیادہ بیس ایسے ارکان پر مشتمل ہوگی جنہیں صدر ان اشخاص میں سے مقرر کرے، جو اسلام کے اصولوں اور فلسفے کا جس طرح کہ قرآن پاک و سنت میں ان کا تعین کیا گیا ہے، علم رکھتے ہوں یا جنہیں پاکستان کے اقتصادی، سیاسی، قانونی اور انتظامی مسائل کا فہم وادراک حاصل ہو۔)

آرٹیکل ۲۲۸ کی اگلی ذیلی شق (۳) کی رو سے یہ لازم قرار دیا گیا ہے کہ کونسل کے کم از کم دو ارکان سپریم کورٹ یا کسی ہائی کورٹ کے حاضر سروس یا سابق جج ہوں گے۔ اسی طرح کم از کم ایک خاتون رکن کا ہونا بھی ضروری قرار دیا گیا ہے اور کونسل کے ارکان میں کم از کم چار اسلامی علوم کی تدریس و تحقیق کے کم از کم پندرہ سالہ تجربہ کے حامل رکن ہونے چاہئیں۔

آرٹیکل ۲۲۹ کے مطابق صدر پاکستان یا کسی صوبے کے گورنر کسی معاملے میں یہ سوال کہ آیا کوئی مروجہ قانون احکام اسلام کے منافی ہے یا نہیں، کونسل کو ریفر کر سکتے ہیں۔ قومی اسمبلی یا سینٹ یا کوئی صوبائی اسمبلی بھی ایسا کوئی مسئلہ کونسل کو ریفر کر سکتی ہے بشرطیکہ اس کے ارکان کا کم از کم ۲/۵ حصہ اس کا تقاضا کرے۔

آرٹیکل ۲۳۰ (ا) میں کونسل کے جو فرائض منصبی بیان کئے گئے ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

(الف) مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) اور صوبائی اسمبلیوں سے ایسے ذرائع اور وسائل کی سفارش کرنا جن سے پاکستان کے مسلمانوں کو اپنی زندگیاں انفرادی اور اجتماعی طور پر ہر لحاظ سے اسلام کے ان اصولوں اور تصورات کے مطابق ڈھالنے کی ترغیب اور امداد ملے جن کا قرآن پاک اور سنت میں تعین کیا گیا ہے،

(ب) کسی ایوان، کسی صوبائی اسمبلی، صدر یا کسی گورنر کو کسی ایسے سوال کے بارے میں مشورہ دینا جس میں کونسل سے اس بابت رجوع کیا گیا ہو کہ آیا کوئی مجوزہ قانون اسلامی احکام کے منافی ہے یا نہیں،

(ج) ایسی تدابیر کی سفارش کرنا، جن سے نافذ العمل قوانین کو اسلامی احکام کے مطابق بنایا جائے گا، نیز ان مراحل کی جن سے گزر کر محولہ تدابیر کا نفاذ عمل میں لانا چاہیے، اور

(د) مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) اور صوبائی اسمبلیوں کی راہنمائی کے لئے اسلام کے ایسے احکام کی ایک موزوں شکل میں تدوین کرنا جنہیں قانونی طور پر نافذ کیا جا سکے۔

آرٹیکل ۲۳۱ کے تحت کوئی مسئلہ کونسل کو ریفر کیا جائے تو کونسل ۱۵ دن کے اندر جواب دے گی کہ وہ کتنی مدت میں اپنی رائے دے سکتی ہے۔ اگر صدر، گورنر یا مقننہ عوامی مفاد کے پیش نظر کونسل کی رائے موصول ہونے تک اس مسئلے کے بارے میں قانون سازی معرض التواء میں نہ رکھنا چاہیں تو وہ ایسا کرسکتے ہیں مگر کونسل کی طرف سے منفی رائے آنے کی صورت میں اس قانون پر دوبارہ غور کرنا ہوگا۔

آرٹیکل ۲۳۰ کی ذیلی شق (۴) کے مطابق کونسل کو اپنی فائنل رپورٹ تقرر سے سات سال کے اندر (یعنی ۱۹۸۰ء تک) پیش کرنا تھی۔ قوانین کے جائزہ پر مشتمل سالانہ رپورٹیں وقتاً فوقتاً پیش کی جاتی رہیں مگر ۱۴/ اگست ۱۹۷۳ء تک نافذ ہونے والے قوانین کا مکمل جائزہ بوجوہ دسمبر ۱۹۹۶ء تک پیش نہ کیا جاسکا۔

اسی شق میں یہ لازم قرار دیا گیا ہے کہ کونسل کی سالانہ عبوری رپورٹ یا فائنل رپورٹ مجلس شوری یا صوبائی اسمبلی کو پیش کی جائے گی جو فائنل رپورٹ کے ملنے کے دو سال کے اندر اس پر قانون سازی کرے گی۔

معاشرے کے تغیر پذیر احوال اور ان سے پیدا ہونے والی ضروریات کے مطابق قانون سازی ایک مسلسل عمل ہے اور دستور کے مذکورہ احکام کی روشنی میں تمام قوانین کے جائزے کے حوالے سے کونسل کا کردار بھی تسلسل کا حامل ہے۔

کونسل کا انتظامی ڈھانچہ

دستور کے آرٹیکل ۲۲۸ (۴) کے تحت صدر پاکستان کونسل کے ارکان میں سے ایک کو اس کا چیئرمین مقرر فرماتے ہیں، جن کے عہدہ کی میعاد دوسرے ارکان کی طرح تین سال ہوتی ہے۔ البتہ اس میعاد کے اختتام پر ان کا دوبارہ تقرر بطور رکن/ چیئرمین کیا جاسکتا ہے۔ کونسل کے سیکرٹریٹ کی سربراہی کونسل کے سیکرٹری (گریڈ ۲۰/ ۲۱) کرتے ہیں، جن کا تقرر کونسل کے ریکروٹمنٹ رولز (۱۹۸۴ء) کے مطابق وفاقی /صوبائی حکومتوں کے کسی موزوں افسر کے تبادلہ/ ڈیپوٹیشن کے ذریعے یا پریس میں اشتہار کے بعد براہ راست انتخاب کے ذریعے ہوتا ہے۔ ریکروٹمنٹ رولز کے قاعدہ نمبر ۳ کے تحت کونسل کی تمام اسامیوں (بشمول سیکرٹری/ ڈائریکٹر جنرل وغیرہ) پر تقرر کا اختیار کونسل کے چیئرمین کو حاصل ہوتا، جو انہی قواعد کے قاعدہ (۱۱) (۱) ۹ کے تحت قائم شدہ بورڈ/ کمیٹی کی سفارش پر کیا جاتا ہے۔ کونسل کے شعبہ تحقیق کی سربراہی اس کے ڈائریکٹر جنرل (گریڈ ۲۰) کرتے ہیں۔ کونسل کا انتظامی ڈھانچہ ضمیمہ نمبر ۲ میں تفصیل سے دیا گیا ہے۔

۱۹۶۵ء کے دستور کے آرٹیکل ۱۹۸ (۳) کے تحت جو کمیشن قائم کیا جانا تھا، وہ بوجوہ اکتوبر ۱۹۵۸ء میں اس

دستور کی تنسیخ تک وجود میں نہ آسکا۔

یکم اگست ۱۹۶۲ء کو سپریم کورٹ آف پاکستان کے جناب جسٹس ابوصالح محمد اکرم، ۱۹۶۲ء کے دستور کے آرٹیکل ۱۹۹ کے تحت، اسلامی نظریہ کی مشاورتی کونسل کے پہلے چیئر مین مقرر ہوئے۔ان کے بعد جناب پروفیسر علامہ علاؤالدین صدیقی، جناب جسٹس حمودالرحمٰن، جناب جسٹس (ر) محمد افضل چیمہ، جناب جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن، جناب پروفیسر ڈاکٹر عبدالواحد جے ہالیپوتہ، جناب جسٹس (ر) محمد حلیم، جناب مولانا کوثر نیازی، جناب اقبال احمد خان، جناب ڈاکٹر شیر محمد زمان کونسل کی سربراہی کی خدمت پر مامور ہوئے، ۱۵/ جون ۲۰۰۴ء سے جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد خالد مسعود کو کونسل کی سربراہی ملی ۔کونسل کے جملہ صدر نشینوں کے عہدوں کی میعاد بھی ضمیمہ نمبر ۳ میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

یکم اگست ۱۹۶۲ء سے ۲۶/ ستمبر ۱۹۷۷ء تک کونسل کا مستقر لاہور میں رہا۔اس کے بعد اسے اسلام آباد میں منتقل کیا گیا۔ ۱۹۹۵ء میں اسٹیٹ بنک آف پاکستان سے متصل ، جی۔۵/۲، میں اپنی عمارت مکمل ہونے پر کونسل مستقل طور پر یہاں منتقل ہوگئی۔اولا کونسل کے صدر نشین جزء وقتی بنیاد پر مقرر ہوتے تھے۔جسٹس محمد افضل چیمہ (۲۶/ ستمبر ۱۹۷۷ء تا ۲۶/ مئی ۱۹۸۰ء) ہمہ وقتی بنیاد پر مقرر ہونے والے پہلے چیئر مین تھے۔

کونسل کی مطبوعات

کونسل کی مطبوعات (جن کی فہرست اس رپورٹ کے آخر میں دی گئی ہے) کی تعداد زیر نظر رپورٹ سمیت ۷۲ ہے، ان میں سالانہ رپورٹیں بھی ہیں اور موضوعاتی رپورٹیں بھی۔سالانہ رپورٹوں کی تعداد ۲۱ ہے۔ ۳۵ رپورٹیں اسلامی قوانین کی تشکیل کے موضوع پر ہیں، ۸ رپورٹیں معیشت کی اسلامی تشکیل کے موضوع پر ہیں، ایک رپورٹ تعلیمی اصلاحات پر، ۴ رپورٹیں معاشرتی اصلاحات پر، ایک رپورٹ ذرائع ابلاغ عامہ کی اصلاح پر اور باقی ۲ رپورٹیں استفسارات پر مشتمل ہیں۔

کونسل کی سالانہ رپورٹوں میں ان تمام موضوعات اور مسائل کے بارے میں کونسل کی آراء شامل ہوتی ہیں، جن پر سال کے دوران کونسل کے مختلف اجلاسوں میں غور وخوض کیا جاتا ہے۔مثلاً قوانین کی اسلامی تشکیل سے متعلق کونسل کی آراء، معیشت کی اسلامی تشکیل سے متعلق کونسل کی آراء معاشرے کی اسلامی تشکیل پر کونسل کی آراء وغیرہ۔لیکن موضوعاتی رپورٹیں کسی ایک مخصوص موضوع پر ہوتی ہیں۔

قوانین کی اسلامی تشکیل کونسل کے فرائض منصبی میں سے ایک اہم فرض ہے۔کونسل اپنی تاسیس سے لے کر

اب تک ان تمام قوانین کا اسلامی نقطہ نظر سے جائزہ لے چکی ہے، جو ۱۵/ اگست ۱۹۴۷ء کو ہمیں برطانوی حکومت سے ورثہ میں ملے یا ۱۴/ جولائی ۱۹۷۷ء تک مرکزی یا صوبائی اسمبلیوں یا دوسرے قانون ساز اداروں کے ذریعے پاکستانی قوانین کا حصہ بنے۔ کونسل نے پہلے مرحلے کے طور پر ۱۷۹۸ء سے ۱۴/ اگست ۱۹۷۳ء تک کے تمام وفاقی اور صوبائی قوانین کا جائزہ لیا۔ کونسل نے اس دور کے قوانین پر مشتمل فائنل رپورٹ ۱۹۹۶ء میں پیش کی تاہم اس سے پہلے قوانین کی اسلامی تشکیل پر کونسل ۱۵ رپورٹیں پیش کر چکی تھی۔

دوسرے مرحلے کے طور پر ۱۴/ اگست ۱۹۷۳ء کے بعد جاری و نافذ العمل قوانین کے جائزہ کا کام شروع کیا گیا اور ۱۵/ اگست ۱۹۷۳ء تا ۴/ جولائی ۱۹۷۷ کے دورانیہ پر مشتمل ایک رپورٹ ''قوانین کی اسلامی تشکیل، سلسلہ دوم، جلد اول'' پیش کی گئی۔ ۵/ جولائی ۱۹۷۷ء سے دسمبر ۱۹۸۵ء تک اور ۱۲/ اکتوبر ۱۹۹۹ء سے دسمبر ۲۰۰۰ء تک نافذ ہونے والے قوانین، آرڈیننسوں اور آرڈر وغیرہ کے جائزہ پر مشتمل رپورٹ زیر ترتیب و تدوین ہے۔ امید ہے یہ بھی جلد منصہ شہود پر آ جائے گی۔ علاوہ ازیں کونسل نے ضابطہ مجموعہ فوجداری ۱۸۹۸ء اور مجموعہ ضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ء کے مفصل جائزہ پر مشتمل رپورٹیں بھی طبع کی ہیں۔ مزید برآں کونسل نے قوانین حدود، قوانین شفعہ، قانون شہادت اور قصاص و دیت پر بھی مسودات تیار کئے، جنہیں بعد میں قانونی شکل میں نافذ کر دیا گیا۔

معیشت کی اسلامی تشکیل سے متعلق کونسل کی رپورٹ ''بلا سود بنکاری،، خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ اس رپورٹ میں سود سے پاک لین دین اور تجارت کے متبادل طریقے تجویز کئے گئے ہیں۔ اقتصادی حلقوں میں اس رپورٹ کو خاصی وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ نظام بیمہ پر بھی اسلامی نظریاتی کونسل کی ایک رپورٹ ہے، جس میں نظام بیمہ کو اسلامی احکام کے مطابق ڈھالنے کے لئے تجاویز دی گئیں ہیں۔

معاشرے کی اسلامی تشکیل کے لئے نظام تعلیم کی اسلامی تشکیل نہایت ضروری ہے اور یہی وہ بنیاد ہے، جس پر معاشرے کی عمارت تعمیر ہوتی ہے۔ تعلیم کی اسلامی تشکیل کے لئے کونسل نے ۱۹۹۳ء تک جو سفارشات پیش کیں وہ کونسل کی رپورٹ تعلیمی سفارشات میں شامل ہیں۔ اس سلسلے میں چند اہم سفارشات حسب ذیل ہیں:

پانچویں جماعت سے آٹھویں جماعت تک عربی کو لازمی مضمون قرار دیا جائے تاکہ طلبہ میں قرآن مجید کے الفاظ کے معانی سمجھنے کی استعداد پیدا ہو۔

قانون دان حضرت عربی زبان اور اسلامی فقہ سے کما حقہ واقفیت حاصل کریں اور ایل ایل بی کے امتحان میں فقہ کی لازمی تعلیم کے معیار کو بہتر بنایا جائے۔ (کونسل نے ۱۹۹۹ء میں لاء کالجز کے لئے ۲۴ پرچوں پر مشتمل ایک نصاب بھی مرتب کیا جس کی تفصیل کونسل کی سالانہ رپورٹ ۲۰۰۰ء۔۱۹۹۹ء میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے)۔

اسلامیات کے مضمون کو ڈگری سطح تک لازمی قرار دیا جائے۔نیز درسگاہوں کے ماحول کو اسلامی بنانے کے لئے ہر مضمون میں اساتذہ کا انتخاب کرتے وقت ان کی نظریہ پاکستان سے وابستگی اور اسلام سے ذہنی اور عملی لگاؤ کا اطمینان کرلیا جائے۔

- ہر مضمون میں اسلامی تعلیمات اور مسلمانوں کے افکار رچے بسے ہونے چاہئیں۔
- یونیورسٹی اور ثانوی تعلیمی بورڈ کے تمام انتظامی اور تعلیمی شعبوں کے عہدے صرف ان لوگوں کے سپرد کئے جائیں، جو نظریہ پاکستان یعنی اسلام سے عقیدت ومحبت رکھتے ہوں۔
- تعلیم بالغاں کے لئے ایک باقاعدہ نظام کے تحت ملک گیر مہم چلائی جائے۔
- سکولوں میں زیر تعلیم لڑکیوں کی تعداد لڑکوں کے مقابلے میں کہیں کم ہے، عورتوں اور بچوں کی شرح تعلیم بڑھانے کے لئے ضروری اقدامات کئے جائیں۔
- لڑکیوں/خواتین کو فنی تربیت دینے کے لئے مزید ادارے قائم کئے جائیں۔
- مخلوط تعلیم کو ختم کرنے کے لئے بلا تاخیر کم از کم مدت کا تعین کیا جائے، جس میں ضروری انتظامی امور کی تکمیل کی جاسکے اور طالبات کے نصاب میں ایسی تبدیلیاں کی جائیں جو ان کی فطری ضروریات کے مطابق ہوں۔
- طلبہ کو ایسی سرگرمیوں کی اجازت نہ دی جائے، جو اسلام کے خلاف ہوں مثلاً رقص وسرود اور مخلوط ڈرامے وغیرہ۔
- دینی درسگاہوں اور عام تعلیم کے درمیان انگریز کی قائم کردہ خلیج کو بتدریج ختم کیا جائے یہاں تک کہ بالآخر ملک میں یکساں نظام تعلیم نافذ ہو۔

معاشرتی اصلاحات پر اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹوں کا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ ہمارے ملک میں بدقسمتی سے ایک بڑا غلط رجحان یہ پیدا ہوگیا ہے کہ لوگ ہر کام کی ذمہ داری حکومت کی سمجھنے لگے ہیں، جو کام افراد کو خود کرنے چاہئیں، وہ حکومتی اداروں کے کام سمجھے جانے لگے ہیں۔قرآن مجید اور احادیث

نبوی ﷺ میں بھی اس معاملہ میں ایک قسم کی تقسیم کار کا سبق دیا گیا ہے۔قرآن مجید میں جہاں ایک اسلامی معاشرہ کے مثالی افراد کی خصوصیات کا ذکر کیا گیا ہے، وہاں ''الآمرون بالمعروف والناھون عن المنکر،، (سورۃ التوبۃ:۱۱۴) کی صفات بھی بتائی گئی ہیں، جس سے پتہ چلتا ہے کہ افراد کی ذمہ داری میں معاشرتی سطح پر معروفات کو قائم کرنا اور منکرات کو ختم کرنا شامل ہے۔

معاشرتی اصلاحات کا سب سے بنیادی اور اہم ذریعہ فرد ہے ۔قرآن مجید میں فرد کی اصلاح پر جتنا زور دیا گیا ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اسلام جس طرح کی معاشرتی اصلاحات کا علمبردار ہے اس کی بنیاد فرد ہی کے ہاتھوں پڑسکتی ہے۔جب تک افراد معاشرہ کی تربیت اس انداز کی نہیں ہوگی، جس انداز کی اسلام میں مطلوب ہے، اس وقت تک اسلام کی دی ہوئی اصلاحات نتیجہ خیز نہیں ہوسکیں گی۔سماجی برائیوں کو صرف اس طرح ختم نہیں کیا جاسکتا کہ ان کے خلاف قوانین بنادیئے جائیں، بلکہ متعدد ایسے اقدامات کرنے ہوں گے جو متعلقہ قوانین کو تقویت پہنچائیں۔بنابریں کونسل معاشرے کی اسلامی تشکیل کے لئے مسلسل سفارشات پیش کرتی رہی ہے، اس ضمن میں کونسل کی دو رپورٹیں ''رپورٹ معاشرتی اصلاحات،، اور ''رپورٹ اسلامی معاشرے کی تشکیل،، خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

مؤخرالذکر رپورٹ کے بعض اہم محتویات یہ ہیں: ملک میں عریانی اور فحاشی کا انسداد، اعلی مدارج میں سرکاری ملازمین کا انتخاب، معذور اور نابالغ افراد کی کفالت، سادہ طرز زندگی اپنانے کی ضرورت، انسداد رشوت ستانی کی تدابیر، روزافزوں مقدمہ بازی کی لعنت، فرقہ واریت ختم کرنے کے لیے تجاویز، اسلام میں خواتین کے حقوق وفرائض وغیرہ۔

خاندانی منصوبہ بندی کے موضوع پر بھی اسلامی نظریاتی کونسل نے ایک رپورٹ پیش کی ہے۔اسلامی نظریاتی کونسل نے اس مسئلہ کا بالاستیعاب جائزہ لینے کے بعد یہ رائے قائم کی:

''ضبط تولید کا جسے خاندانی منصوبہ بندی (اور اب آبادی کی منصوبہ بندی) کہا جاتا ہے، ریاست کی باقاعدہ پالیسی کے طور پر اپنانا اسلامی شریعت کی روح کے خلاف ہے۔ضبط تولید کی وجہ سے معاشرہ اعتقادی ارتداد، بے حیائی، قومی سطح پر جنسی بے راہ روی، ملکی دفاع اور اقتصادی ترقی کے لئے درکار افرادی قوت میں کمی کا شکار ہوجاتا ہے۔نیز اس سے نفسیاتی واعصابی تناؤ کے سبب بسااوقات ماؤں اور بچوں کی صحت بھی متاثر ہوتی ہے،،۔

ذرائع ابلاغ عامہ کی اصلاح کے لئے بھی کونسل وقتا فوقتا سفارشات پیش کرتی رہی ہے۔اس موضوع

پر کونسل کی ایک رپورٹ ۱۹۹۲ء میں شائع ہوئی تھی۔ یہ امر کسی سے مخفی نہیں کہ معاشرتی رویوں پر ذرائع ابلاغ عامہ (پرنٹ/ الیکٹرانک میڈیا) کا بہت زیادہ اثر ہوتا ہے۔ یہ ذریعہ معاشرے کو راہ راست کی طرف بھی لے جاتا ہے اور بے راہ روی کی طرف بھی۔ کونسل ذرائع ابلاغ عامہ میں فحش تصاویر/ لٹریچر، مخرب ابلاغ مواد کی موجودگی پر تشویش کا اظہار کرتی ہے اور بار بار سفارش کر چکی ہے کہ ذرائع ابلاغ عامہ کو ایسے مواد سے یکسر پاک ہونا چاہیے۔ بلکہ کوشش کی جائے کہ ذرائع ابلاغ عامہ کو سیرت سازی کے لئے استعمال کیا جائے۔

کونسل کی فائنل رپورٹ:

گزشتہ صفحات میں یہ بیان کیا جاچکا ہے کہ دیگر رپورٹوں کے ساتھ ساتھ کونسل نے اپنے فرائض منصبی میں سے ایک اہم فرض کو ادا کرتے ہوئے پہلے مرحلے کے طور پر ۱۹۷۸ء سے ۱۴/ اگست ۱۹۷۳ء تک، تمام وفاقی وصوبائی قوانین کے جائزہ پر مشتمل فائنل رپورٹ ۱۹۹۶ء میں پیش کی اور پھر دوسرے مرحلے کے طور پر ۱۵/ اگست ۱۹۷۳ء سے ۴/ جولائی ۱۹۷۷ء تک کے دورانیہ پر مشتمل ایک رپورٹ ''قوانین کی اسلامی تشکیل،، سلسلہ دوم، جلد اول پیش کی، جب کہ ۵/ جولائی ۱۹۷۷ء سے دسمبر ۱۹۸۵ء تک اور ۱۲/ اکتوبر ۱۹۹۹ء سے دسمبر ۲۰۰۰ء تک نافذ ہونے والے قوانین، آرڈیننسوں اور آرڈرز وغیرہ کے جائزہ پر مشتمل رپورٹ زیر ترتیب وتدوین ہے لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا کونسل فائنل رپورٹ پیش کرنے کے بعد بھی دستوری طور پر مزید رپورٹیں پیش کرسکتی ہے؟ اور کیا ان رپورٹوں کا پارلیمان کے سامنے پیش کیا جانا ضروری ہے؟

جیسا کہ کونسل کے نام وزارت مذہبی امور، اسلام آباد کے مراسلہ مؤرخہ ۲۴/ مئی ۲۰۰۳ء (یو او نمبر ۱۵ (ا) اے ڈی جے/ ۹۱) میں کہا گیا ہے کہ وزارت کی طرف سے بذریعہ مراسلہ مؤرخہ ۲۸/ فروری ۲۰۰۳ء (یو نمبر ۱۵ (ا) اے ڈی جے/ ۹۱) میں کہا گیا ہے کہ قانون وانصاف ڈویژن سے اس بارے میں رائے طلب کی گئی تھی کہ کیا کونسل کی فائنل رپورٹ کے بعد موصول ہونے والی رپورٹوں کو پارلیمان اور صوبائی اسمبلیوں کے سامنے پیش کیا جانا ضروری ہے؟

اس کے جواب میں قانون وانصاف ڈویژن نے اپنی سابقہ رائے، جو اس نے وزارت مذہبی امور کے ایک مراسلہ کے جواب میں ۲۰/ اگست ۱۹۹۱ء کو دی تھی، کا اعادہ کیا ہے۔ یہ رائے حسب ذیل ہے:

''وسیع تر مفہوم میں کونسل اور اس ڈویژن کے نقطۂ نظر میں کوئی تفاوت نہیں پایا جاتا۔ اب جب کہ کونسل کے

مطابق فائنل رپورٹ ابھی پیش کی جانی ہے، لہٰذا اس کی سابقہ تمام رپورٹیں عبوری رپورٹیں متصور ہوں گی اور یہ رپورٹیں بھی پارلیمان کے دونوں ایوانوں اور صوبائی اسمبلیوں کے سامنے پیش کی جائیں گی،،۔

- وزارت مذہبی امور نے اس رائے کے پیش نظر یہ موقف اختیا کیا ہے کہ فائنل رپورٹ کے پیش ہوجانے اور کونسل کے مذکورہ صدر نقطۂ نظر کی روشنی میں آئندہ (فائنل رپورٹ پیش ہوجانے کے بعد) تیار ہونے والی رپورٹوں کے پارلیمان اور صوبائی اسمبلیوں کے سامنے پیش کئے جانے کی کوئی ضرورت نظر نہیں آتی۔

وزارت مذہبی امور نے اوپر بیان کردہ صورت حال سے متعلق کونسل کی رائے طلب کی۔ وزارت مذہبی امور نے کونسل کے نام اپنے مراسلہ مؤرخہ ۲۴/مئی ۲۰۰۳ء کے ساتھ حقوق وانصاف ڈویژن کے نام اپنے مراسلہ مؤرخہ ۲۸/فروری ۲۰۰۳ء کی نقل بھی منسلک کی ہے، جس میں بتایا گیا ہے کہ ۱۹۹۱ء میں بھی مذکورہ مسئلہ کے بارے میں اختلاف رائے پیدا ہوا تھا، اس وقت کونسل نے یہ موقف اختیار کیا تھا کہ کسی بھی موضوع/مسئلہ سے متعلق کونسل کی سفارش کو حتمی (فائنل) تصور کیا جائے، جب کہ قانون وانصاف ڈویژن کا موقف حسب ذیل تھا:

''(الف) آئین کی رو سے کونسل کو اپنی فائنل رپورٹ پیش کردینے کے بعد مزید کسی رپورٹ کے پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ لہٰذا اسی طرح مزید کسی رپورٹ کے پارلیمان یا کسی صوبائی اسمبلی کے سامنے پیش کیے جانے کا کوئی آئینی تقاضا نہیں ہے،،۔

''(ب) ہمارے نزدیک کونسل کے لئے اس سلسلہ میں کوئی آئینی یا قانونی رکاوٹ نہیں ہے کہ وہ آئین کے آرٹیکل ۲۳۰ (۴) کے تحت پیش کردہ اپنی کسی سالانہ عبوری رپورٹ کو ایک قرارداد کے ذریعہ فائنل قرار دے لے،،۔

وزارت مذہبی امور نے قانون وانصاف ڈویژن کے نام اپنے مذکورہ مراسلہ (مؤرخہ ۲۸/فروری ۲۰۰۳ء) میں کہا ہے کہ کونسل کی فائنل رپورٹ کے بعد مزید رپورٹوں کا پارلیمان اور صوبائی اسمبلیوں کے سامنے پیش کئے جانے کا مسئلہ آئین کی تعبیر وتشریح کا متقاضی ہے اور قانون وانصاف ڈویژن آئین کی تعبیر وتشریح کا مجاز فورم ہے۔

قانون وانصاف ڈویژن نے وزارت مذہبی امور کے مذکورہ مراسلہ کے جواب میں اپنے ۱۹۹۱ء میں پیش کردہ موقف کا اعادہ کیا ہے، جو اوپر بیان کیا جاچکا ہے۔

پیشتر ازیں (۱۲/اکتوبر ۱۹۸۲ء) اس مسئلہ پر کونسل نے حسب ذیل موقف اختیار کیا تھا:

کونسل کی حتمی رپورٹیں

آئین پاکستان کے آرٹیکل ۲۳۱ (۴) کی روشنی میں کونسل کا ایک فرض یہ بھی ہے کہ وہ سات سال بعد حتمی رپورٹ پیش کرے گی۔کونسل نے نظام تعلیم ،نظام معاشرت اور ذرائع ابلاغ عامہ کے موضوعات پر تین رپورٹیں ماہ جون ۱۹۸۲ء میں طبع کرا کر حکومت کو ارسال کیں،علاوہ ازیں قانون کے موضوع پر چار رپورٹیں جو پاکستان کوڈ کی چار جلدوں (اول تا چہارم) پر مشتمل ہیں،دسمبر ۱۹۸۱ء سے جون ۱۹۸۲ء کے عرصے میں طبع کروا کر حکومت کو پیش کیں۔وزارت قانون میں ان رپورٹوں کے سالانہ/حتمی ہونے کے بارے میں اٹھائے گئے اعتراض کے سبب کونسل نے اپنے اجلاس منعقدہ ۱۳/اکتوبر ۱۹۸۲ء میں ان رپورٹوں سے متعلق حسب ذیل قرارداد منظور کی:

”طے پایا کہ کونسل متذکرہ بالا رپورٹوں کو بہ اغراض آرٹیکل ۲۳۰ (۴) دستور پاکستان مجریہ ۱۹۷۳ء موضوع وار حتمی رپورٹیں قرار دیتی ہے۔مزید برآں طے پایا کہ قانون کے موضوع پر پاکستان کوڈ کی جلدوار رپورٹیں جوں جوں مرتب ہوں گی حکومت کو بھیجی جاتی رہیں گی ،یہ رپورٹیں بھی حتمی ہوں گی۔علاوہ ازیں کونسل قانون کے موضوع پر حسب ہدایت صدر مملکت قوانین حدود ،قانون قصاص ودیت ،قانون شہادت،قانون انسداد فحاشی قانون نفقہ اقارب ،نظام حکومت ،قانون احترام رمضان ،رپورٹ زکواۃ وعشر،رپورٹ بلا سود بنکاری اور قانون شفعہ سے متعلق مسودات حکومت کو پیش کیے جا چکے ہیں۔یہ بھی بہ اغراض آرٹیکل ۲۳۰ (۴) دستور پاکستان حتمی رپورٹیں شمار ہوں گی،،۔(کونسل کی سالانہ رپورٹ ، ۱۹۸۲۔۸۳ء)

اس کے علاوہ کونسل کی سالانہ رپورٹ برائے سال ۹۹۔۱۹۹۸ء کے ابتدائیہ میں جناب چیئرمین کونسل اس مسئلہ پر حسب ذیل موقف پیش کر چکے ہیں:

”آئین پاکستان کے آرٹیکل ۲۳۰ (۴) کی رو سے اسلامی نظریاتی کونسل کو اپنے تقرر سے سات سال کے اندر اپنی حتمی رپورٹ اور اس دوران میں سالانہ عبوری رپورٹ پیش کرنا تھی۔اس آئینی تقاضے کے مطابق کونسل ہر سال اپنی عبوری رپورٹ پیش کرتی رہی۔اس سلسلے کی آخری رپورٹ ۹۳۔۱۹۹۲ء میں شائع کی گئی......مزید برآں متعدد موضوعاتی رپورٹیں بھی اس مدت میں اشاعت پذیر ہوئیں اور دسمبر ۱۹۹۶ء میں کونسل نے نافذ العمل قوانین کے اسلامی نقطۂ نظر سے جائزہ کے بارے میں اپنی فائنل رپورٹ بھی پیش کردی۔

ان العصامن العصیة خشت اول چون نہد معمار کج ....تا ثریا می رود دیوار کج

کونسل کی فائنل رپورٹ کے پیش کئے جانے کے بعد اگرچہ کونسل کے لئے ہر سال عبوری رپورٹ پیش کرنے کا آئینی تقاضا باقی نہیں رہا۔

تاہم اپنے کام میں ربط وضبط پیدا کرنے اور اسے منظم ومرتب رکھنے اور اس سے استفادہ کو سہل تر بنانے کے لئے یہ مناسب سمجھا گیا کہ سالانہ رپورٹ کی تیاری کی روایت کو جاری رکھا جائے۔ اس نئے سلسلے کی پہلی رپورٹ جو ۲/ فروری ۱۹۹۷ء سے ۳۰ جون/ ۱۹۹۸ء کے عرصہ پر محیط تھی، پیش کی جا چکی ہے۔ اس کے تسلسل میں اب ہر مالی سال کے لئے مستقل سالانہ رپورٹ مدون ہوتی رہے گی،،۔ (ابتدائیہ کونسل کی سالانہ رپورٹ ۹۹۔۱۹۹۸ء، ص ص ۱۔۲)

آئین کے آرٹیکل ۲۲۷ (۱) کے مطابق:

''تمام موجودہ قوانین کو قرآن وسنت میں دیئے گئے اسلامی احکامات کے مطابق بنایا جائے گا،،

''تمام موجودہ قوانین،، کی تعریف کرتے ہوئے دستور کے آرٹیکل ۲۶۸ (۷) میں کہا گیا ہے کہ ان سے وہ قوانین اور آرڈیننس وغیرہ مراد ہیں، جو پاکستان یا اس کے کسی حصے میں دستور کے یوم آغاز (یعنی ۱۴/ اگست ۱۹۷۳ء) سے عین پہلے نافذ تھے۔

۔ ان قوانین کے اسلامی نقطۂ نظر سے جائزہ کا عمل کونسل کی تشکیل (آرٹیکل ۲۲۸ کے مطابق) کے سات سال کے اندر کونسل کی فائنل رپورٹ پیش ہونے کے ساتھ مکمل ہونا تھا۔ اس دوران میں سالانہ عبوری رپورٹیں پیش کی جانی تھیں۔ دستور کے آرٹیکل ۲۳۰ (۴) کے مطابق کونسل کی رپورٹ، خواہ عبوری ہو یا حتمی (فائنل) کا بحث کیلئے دونوں ایوانوں (یعنی قومی اسمبلی اور سینٹ) اور ہر صوبائی اسمبلی میں رپورٹ موصول ہونے کے چھ ماہ کے اندر اندر پیش کیا جانا لازم تھا۔

آرٹیکل ۲۲۷ (۱) کا بقیہ حصہ حسب ذیل ہے:

''......اور کوئی ایسا قانون وضع نہیں کیا جائے گا جو ایسے احکامات یعنی قرآن وسنت میں مذکور اسلامی احکام کے منافی ہو،،

اس لحاظ سے کونسل کی کوئی بھی رپورٹ اس معنی میں حتمی رپورٹ نہیں ہے کہ اس کے بعد کونسل کا کام ختم ہو گیا ہو۔ کیونکہ تمام قوانین جیسے اور جب وضع کئے جائیں گے، ان کے بارے میں کونسل کی نظر ثانی کا کام جاری رہنا ہے۔ یہ بات قابل ملاحظہ ہے کہ آئین میں کونسل کی مدت کا کوئی تعین نہیں کیا گیا ہے۔ کہیں بھی یہ تجویز نہیں دی گئی ہے کہ کونسل کی وہ حتمی رپورٹ، جس میں ان تمام قوانین کی نظر ثانی شامل ہو، جو ۱۴/

اگست ۱۹۷۳ء کو کتاب دستور میں موجود تھے،اسے پیش کرنے کے بعد کونسل کے فرائض منصبی مکمل ہو جائیں گے۔

اس بناء پر کونسل کی جانب سے قوانین کی نظر ثانی ایک مستقل جاری کام ہے لہذا اس کی سفارشات/ رپورٹیں مجالس قانون ساز کو پیش کرنا بھی لازمی ہے،بصورت دیگر کونسل کے فرائض منصبی بے معنی ہو جاتے ہیں۔

جناب سید افضل حیدر نے بتایا کہ ۱۹۹۰ء میں جب لاء ڈویژن کی طرف سے یہ مسئلہ اٹھایا گیا تو کونسل کی طرف سے یہی موقف اختیار کیا گیا تھا(ملاحظہ ہو کونسل کی سالانہ رپورٹ برائے سال ۱۹۹۰-۹۱ء ص ۸۵ تا ۹۰)۔

بناء بریں کونسل نے اپنے اس موقف کا اعادہ کرتے ہوئے فیصلہ کیا کہ وزارت مذہبی امور کا مذکورہ بالا موقف درست نہیں ہے۔(جاری ہے)

......☆......☆......☆......

......☆......☆......

......☆......

ان الذین یاکلون اموال الیتامی ظلما انما یاکلون
فی بطونھم نارا وسیصلون سعیرا......

☆☆☆

یاایھا الذین آمنوا
اِن کثیرا من الاحبار والرھبان لیاکلون من اموال
الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللہ..........

ان اخاک من واساک ☆دوست آن باشد کہ گیرد دست دوست در پریشان حالی ودرماندگی

القسم العربي

مجلة الفقة الاسلامی

تصدر من

اكاديمية الفقة الاسلامی المعاصر

ص ب ١٧٧٧٧ گلشن اقبال

كراتشي باكستان

رئیس التحریر

الاستاذ الدکتور / نور احمد شاہتاز

......☆......

مساعد رئیس التحریر

الاستاذ غلام نصیر الدین نصیر

الدکتور محمد صحبت خان

فهرس الموضوعات

ماحكم بيع المداينات الذى يفعله البعض والسلعة باقية فى مكانها؟ ٤٦